ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد بلال رؤف ۞

رسالہ ''تحقیق'' کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال کی علمی و تحقیقی خدمات

Professor Dr. Syed Jawed Iqbal's Scholarly and Research Contribution as An Editor of the Journal "TAHQEEQ": An Overview.

By *Muhammad Bilal Rauf, Lecturer Urdu, Dept. of Urdu, Cadet College, Petaro, Jamshoro.*

ABSTRACT

Professor Dr. Syed Jawed Iqbal was born on March 23, 1964, in Hyderabad. After completing his early education, he pursued higher studies in Urdu literature at Government Degree College, earning both his Bachelor's and Master's degrees. His deep passion for academic excellence eventually led him to the path of research, culminating in an MPhil in 1995 and a PhD in 2002. He was also honored to succeed the renowned researcher Najm-ul-Islam as editor of the prestigious academic journal *Tahqeeq*. In this role, he served with unwavering sincerity, integrity, and scholarly devotion until the very end of his life. His outstanding work in Urdu research secured his place among the most respected scholars in the field.

Professor Javed Iqbal's expertise in manuscript studies was widely acknowledged. His efforts in identifying, editing, and researching ancient Urdu texts represent a vital contribution to the preservation and enrichment of Urdu literature. His work in this domain is vast, invaluable, and deeply commendable.

Keywords: Javed Iqbal's expertise, Urdu manuscript studies expert, Academic excellence & research devotion, Editor, Journal *Tahqeeq*.

۞ لیکچرر، شعبۂ اردو، کیڈٹ کالج، پٹارو، جام شورو

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تحقیق کسی بھی علم کی بنیاد، ترقی اور گہرائی کو جانچنے کا ایک وسیلہ ہے۔ انسانی تاریخ، اور اس کی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی سائنسی ایجادات، سماجی تبدیلیوں اور فکری ارتقا کی ترقی بھی دراصل انھی سوالات کے مرہونِ منت ہے جن کے جوابات کی تلاش میں انسان نے تحقیق کا دامن اپنے ہاتھ میں تھامے رکھا۔ چناں چہ تحقیق صرف درست معلومات حاصل کرنے کا ذخیرہ نہیں بلکہ ایک مسلسل عمل ہے جو مشاہدے، تجربے، تجزیے اور استدلال کے مراحل سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تحقیق کو فقط ''حق کی تلاش'' کہا جائے تو یہ بات نہ صرف ادھوری بلکہ تحقیق کے معنی کا احاطہ کرنے میں بھی نامکمل رہے گی۔ تحقیق بنیادی طور پر مختلف ذرائع اور عوامل سے حاصل ہونے والی معلومات کا تقابلی بنیادوں پر جائزہ لے کر اس نہج تک جانے کا نام جہاں بات زیادہ سے زیادہ حق و سچ (صداقت) پر مبنی ہو۔ اس ضمن میں ڈاکٹر گیان چند جین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

> حق کے معنی سچ کے ہیں۔ مادہ حق سے دوسرا لفظ حقیقت بنا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق سچ یا حقیقت کی دریافت کا عمل ہے۔(۱)

مزید لکھتے ہیں کہ:

> ریسرچ ایک حقیقت پنہاں یا حقیقت مبہم کو افشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے۔ اور اسی تعریف سے تحقیق کا مقصد صاف ہوتا ہے۔ نا معلوم یا کم معلوم کو جاننا، یا پہچاننا، یعنی جو حقائق ہماری نظروں میں نہیں ہیں انھیں کھوجنا، جو سامنے تو ہیں لیکن دھندلے ہیں ان کی دھند دور کر کے آئنہ کر دینا۔(۲)

اسی طرح ڈاکٹر جمیل جالبی بھی تحقیق کے اغراض و مقاصد اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج کے بارے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> تحقیق کے معنی ہیں کسی مسئلے یا کسی بات کی کھوج لگا کر اس طور پر اس کی تہ تک پہنچنا کہ وہ مسئلہ یا وہ بات اصل شکل اور حقیقی روپ میں بھی پوری طرح سامنے آ جائے۔ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اصل بات یا مسئلہ کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایسا کیوں ہے۔ تحقیق خواہ سادہ ادب ہو یا زندگی کے کسی بھی شعبے کی اس کی نوعیت اور اس کی منزل یہی ہوتی ہے۔ تحقیق کا کام سچ کو جھوٹ سے، صحیح کو

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

غلط سے الگ کر کے اصل حقیقت کو دریافت کرنا ہے۔(۳)

پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال اخبار میں انٹرویو دیتے ہوئے فنِ تحقیق پر اپنی رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> دراصل تحقیق کا فن قدیم کو جدید سے ملاتا ہے گویا ہمارا رابطہ ماضی سے استوار رہتا ہے جس کی بنیاد میں ہم نئے نئے تجربات کرتے ہیں، جس فن میں تحقیق کا عنصر کم ہو، وہ فن ترقی نہیں کرسکتا اس لیے کہ ہم آگے کا راستہ پیچھے کے اجالے سے تلاش کرتے ہیں اور تحقیق ہمیں یہ روشنی فراہم کرتی ہے۔(۴)

مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق بنیادی طور پر حق و سچ کی پہچان کا نام ہے۔ جہاں محقق اصل ماخذ تک رسائی حاصل کر کے سچ جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے بعد جو نتیجہ نکلتا ہے وہی دراصل ''تحقیق یا ریسرچ'' کہلاتا ہے۔ اردو دنیا میں تحقیق کا باقاعدہ آغاز ہمیں تنقید، تاریخ، سوانح عمری اور تذکروں سے ملتا ہے مگر اس کی حقیقی شکل ہمیں سر سید، حالی، مولانا شبلی، سد سلیمان ندویؒ اور ان کے بعض ہم عصر ادبا کے یہاں ملتی ہے۔ بیسویں صدی میں اردو ادب میں ''تحقیق'' کو باقاعدہ شعبے کی حیثیت ملی اور ساتھ ساتھ اس کے اصول وضوابط بھی بنائے گئے۔

پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کا نام آتے ہی ہمارے ذہن میں ایک ایسے محقق، مدبر، معلم، دانشور اور نقاد کا تصور ابھرتا ہے جس نے اپنی علمی و ادبی کارنامے کی بنیاد پر مختلف علوم وفنون اور شعبہ ہائے علم وادب میں نمایاں ایک گراں قدر ابواب کا اضافہ کیا۔ تحقیق ہو یا تنقید، غیر مدون تبصروں کی تدوین ہو یا گم شدہ خطوط کی بازیافت۔ ہر میدان میں ڈاکٹر سید جاوید اقبال کا نام نمایاں اور بلند ہم آہنگی سے سامنے آتا ہے۔ ان کی علمی و ادبی خدمات نہ صرف گہرائی اور گیرائی کی مظہر ہیں بلکہ ادب کی دنیا میں ان کے نقوش ہمہ گیر اور پائیدار حیثیت رکھتے ہیں۔

پرفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کا ادبی سفر ابتدائی طور پر کہانیوں، افسانوں اور نظموں سے شروع ہوا۔ اُن کی تخلیقی صلاحیتیں ابتدا ہی سے نمایاں تھیں، اور انھوں نے ادب کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ لیکن اس تمام ذخیرے کو ڈاکٹر جاوید اقبال نے کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ اس ضمن وہ بتاتے ہیں کہ:

> ادب سے لگاؤ بچپن ہی سے تھا۔ بچپن میں کہانیاں لکھ لکھ کر پھاڑ دینا میرا محبوب مشغلہ تھا کیوں کہ گھر میں کسی کو ادب شعور اور ذوق ہی نہیں تھا اس لیے ڈر تھا کہ کہیں کوئی میری کہانی پڑھ کر میرا مزاق نہ بنائے حالاں کہ گھر میں میرے لکھنے لکھانے پر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔(۵)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2519-6332 (Online)

پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کا تخلیقی وجود ایک مسلسل اضطراب اور فکری تلاطم کا آئینہ دار رہا ہے۔ اگرچہ اُنھوں نے ادبی سفر کا آغاز کہانیوں، افسانوں اور نظموں سے کیا، مگر ان کا یہ سفر روایتی معنوں میں ہموار نہ تھا۔ وہ لکھتے تو ضرور تھے، لیکن اکثر اپنی ہی تحریروں کو کمال بے نیازی سے پھاڑ کر تلف بھی کر دیتے۔ اس تخلیقی اضطراب کے دوران اگر کوئی شخصیت اُن کے لیے سہارا بنی تو وہ تھے عتیق احمد جیلانی (۱۹۵۶ء-۰۱-۰۳) جن کی دوستی نہ صرف ذاتی رفاقت کا استعارہ بنی، بلکہ ادبی سطح پر ایک مثبت تحریک کا ذریعہ بھی ثابت ہوئی۔ جیلانی صاحب نے نہ صرف ڈاکٹر جاوید اقبال کی صلاحیتوں کو پہچانا، بلکہ اُنھیں اس بات پر آمادہ بھی کیا کہ وہ اپنے فن کو سنجیدگی سے لیں اور اُسے باقاعدہ صورت میں پیش کریں اور عتیق احمد جیلانی کے ہی کہنے پر اُنھوں نے جیلسانِ ادب شہرِ حیدرآباد کی ادبی تنظیم میں شمولیت اختیار کی آگے چل کر اس تنظیم کے رسالے کے مدیر بھی رہے۔ یہی رفاقت تھی جس نے ایک جھجکتے ہوئے فنکار کو اعتماد دیا، اور اُن کی تخلیقی قوتوں کو ایک تعمیری رُخ عطا کیا۔ اسی اعتماد اور ادبی حوصلہ افزائی کے نتیجے میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۸۰ء میں اپنا پہلا باقاعدہ افسانہ خصوصی دعائیں کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس حوالے سے وہ بتاتے ہیں کہ:

> جب میں میٹرک میں آیا تو میری دوستی عتیق احمد جیلانی سے ہوئی جو خود اچھے شاعر ہیں۔ انھوں نے میری حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی ان کے توسط سے میں شہر کی ادبی تنظیم (جلیسانِ ادب) سے وابستہ ہوگیا۔ میں نے اپنا پہلا (باقاعدہ) افسانہ ۱۹۸۰ء میں لکھا جس کا عنوان ''خصوصی دعائیں'' تھا۔[۶]

پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال نے اپنے فکری و ادبی سفر کا آغاز افسانہ نگاری اور شاعری سے کیا۔ مگر رفتہ رفتہ اُن کا دل تخلیق کی رنگین وادیوں سے بھرنے لگا، اور اُن کا مزاج اُنھیں ایک زیادہ گہرے، منظم اور استدلالی شعبے کی طرف کھینچنے لگا۔ اُن کی طبیعت میں موجود تحقیقی تجسس، سوال اٹھانے اور دلیل کے ساتھ بات کو پرکھنے کی خواہش نے اُنھیں ادب کی جمالیاتی دنیا سے نکال کر علم و تحقیق کی سنجیدہ راہوں پر گامزن کر دیا۔ تاہم، اُن کی فطرت میں ایک گہرا تحقیقی میلان بھی موجود تھا، جو وقت کے ساتھ مزید پختہ ہوتا گیا۔ وہ محض جذبے کی سطح پر نہیں رکے، بلکہ انھوں نے ادب کو علم، تاریخ اور ثقافت کے وسیع تر تناظر میں دیکھنا شروع کیا۔ یہی رجحان رفتہ رفتہ اُن کے تحقیقی کاموں کی بنیاد بنا۔ اس ضمن میں وہ بتاتے ہیں کہ:

> افسانے کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت شاعری لیکن پھر وہ خود بہ خود چھوٹ گئی۔ تحقیقی شعور اور ادراک میں استاد اختر انصاری (۱۹۸۵ء-۱۹۲۰ء) کا نام ضرور لوں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

گا۔ کیوں کہ انھوں نے ہی مجھے تحقیق کی طرف آنے کو کہا۔ اختر انصاری حیدرآباد کی معروف اور ادبی دنیا کی مقتدر پڑھنے کے لیے کتابیں لینے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ انھوں نے کتابیں دینے سے منع کر دیا اور کہا اپنے مزاج کی کتابیں پڑھا کرو ''تمھارا مزاج تحقیقی ہے تم تحقیق کی طرف آؤ۔ اس وقت تو میں ان کی بات کو نہیں سمجھ سکا پھر قمر مشتاق نے میری رہنمائی کی اور مجھے دو تحقیقی کتابیں دیں کہ ان کا موازنہ لکھ کر لاؤ۔ میں نے وہ پہلا تحقیقی مضمون لکھا۔ اسے استاد اختر انصاری صاحب کو دکھایا تو انھوں نے مجھے کتابیں دینا شروع کر دیں۔ میں نے جب ایم اے اردو میں داخلہ لیا اور یونی ورسٹی گیا تو ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب (۱۹۳۳ء-۲۰۰۱ء) جیسے بڑے محقق کی شفقت اور رفاقت ملی۔ ڈاکٹر سعدیہ نسیم صاحبہ نے بھی مجھے خاص طور پر ریسرچ کا مشورہ دیا۔[۷]

پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کا شمار اردو تحقیق و تنقید کے اُن درخشندہ ناموں میں ہوتا ہے جنھوں نے علم و ادب کی دنیا میں اپنی علمی ژرف نگاہی، تحقیقی باریک بینی اور تدریسی خدمات کے ذریعے ایک منفرد مقام حاصل کیا۔ آپ نے نہایت کم عمری میں نہ صرف تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں بلکہ اردو ادب میں تحقیق و تنقید کی نئی جہتیں بھی متعارف کروائیں۔

ایم اے کی سطح پر آپ نے اپنی علمی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک منفرد تحقیقی و تنقیدی مقالہ تحریر کیا، جو فضل احمد کریم فضلی کی شخصیت و فن پر محیط تھا۔ یہ مقالہ نہ صرف علمی حلقوں میں سراہا گیا بلکہ اس کی بنیاد پر آپ نے ایم اے میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ آپ کی تحقیقی مہارت کا یہ شاہکار ۱۹۸۷ میں کتابی صورت میں قصر الادب، حیدرآباد سے شائع ہوا، جو اُس وقت کے نوجوان محققین کے لیے ایک مثال بن گیا۔ اسی سال، یعنی ۱۹۸۷ میں، آپ کو جامعہ سندھ، جامشورو میں بطور لیکچرار اردو منتخب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ تدریس کے اس مقدس پیشے میں آپ کو اردو ادب کے معتبر اساتذہ، جیسے ڈاکٹر غلام مصطفی، ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رابعہ کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا، جن کی صحبت نے آپ کی فکری تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے علمی تحقیق کے سفر کو یہاں ختم نہیں ہونے دیا۔ ایم اے کے فوراً بعد ایم فل میں داخلہ لیا اور اردو تبصرہ نگاری جیسے نسبتاً کم توجہ پانے والے موضوع پر ایک مفصل اور مدلل مقالہ تحریر کیا۔ یہ مقالہ ۱۹۹۵ میں مکمل ہوا، اور آپ نے اس کے ذریعے نہ صرف اردو تنقید میں ایک وقیع اضافہ کیا بلکہ تحقیق میں اپنی گہری دلچسپی اور

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

سنجیدگی کو بھی ثابت کیا۔اسی برس آپ نے ایک اور قابلِ قدر تحقیقی کارنامہ سرانجام دیا۔آپ نے بابائے اردو مولوی عبدالحق کے غیر مدوّن خطوط کو ماضی کے گرد آلود اوراق سے تلاش کیا، ان کی تدوین کی اور کتابی صورت میں منظرِ عام پر لا کر اردو ادب میں ایک نئی جہت کا اضافہ کیا۔ یہ کام نہ صرف تحقیقی دنیا میں آپ کی بصیرت کا مظہر تھا بلکہ بابائے اردو کے ادبی و شخصی پہلو کو بہتر طور پر سمجھنے میں مددگار بھی ثابت ہوا۔

تحقیق کا یہ سفر تھما نہیں۔آپ نے بلا تاخیر پی ایچ ڈی کے لیے درخواست دی اور منظوری کے فوراً بعد امیر مینائی کے مکتوبات کی تحقیق کا بیڑا اٹھایا۔آپ نے اُن کے خطوط کو تلاش، ترتیب اور تنقیدی تجزیے کے بعد مکتوباتِ امیر مینائی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے عنوان سے اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ مکمل کیا۔اس مقالے کی تکمیل کے ساتھ ہی آپ جامعہ سندھ کے اُن کم عمر اسکالرز میں شامل ہو گئے جنھوں نے کم ترین وقت میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

تاہم آپ کا تحقیقی سفر صرف اپنی ڈگریوں کی حد تک محدود نہ رہا۔آپ نے تحقیق کے چراغ کو اپنی ذات سے آگے منتقل کرنے کا عزم کیا اور ایک محنتی و مخلص استاد کے طور پر کئی ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ و طالبات کی رہنمائی کی۔آپ نہ صرف ایک استاد تھے بلکہ ایک ایسے رہنما بھی تھے جو اپنے شاگردوں میں تحقیق کی جستجو، تنقید کی سچائی اور ادب کی توقیر پیدا کرنے کی مسلسل کوشش میں مصروف رہے۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے نہ صرف ادب کا ذاتی تجربہ کیا بلکہ اُسے سائنسی و تحقیقی اصولوں کے تحت بھی برتا۔ انھوں نے تحقیق کو نہایت سنجیدگی، دیانت داری اور مستقبل بینی کے ساتھ اپنایا۔ان کا یہ ماننا تھا کہ تحقیق محض معلومات کا انبار نہیں، بلکہ تنقیدی بصیرت، تاریخی شعور اور فکری ایمانداری کا تقاضا کرتی ہے۔اسی شعور کے تحت انھوں نے تحقیقی میدان میں قدم رکھا اور جلد ہی اس میں نمایاں مقام حاصل کیا۔اُن کے تحقیقی مضامین، مقالات اور تنقیدی تجزیے ادبی حلقوں میں گہری توجہ کا مرکز بنے۔انھوں نے تحقیق کو فقط ایک علمی مشق نہیں سمجھا، بلکہ اُسے ایک فکری عمل، ایک جستجو اور ایک مسلسل مکالمہ قرار دیا۔

رسالہ تحقیق

تحقیق و تنقید کسی بھی علمی معاشرے کی روح اور بنیاد ہوتی ہے، اور جامعات اس شعوری عمل کی آبیاری میں ہمیشہ سے مرکزی کردار ادا کرتی چلی آ رہی ہیں۔اعلیٰ تعلیمی ادارے نہ صرف علم و ادب کے فروغ کا ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ نئے افکار، نظریات اور تحقیقی رجحانات کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتے ہیں۔ان اداروں سے شائع

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہونے والے ادبی و تحقیقی مجلّے، رسائل اور کتب نوآموز طلبہ و محققین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھی پلیٹ فارمز پر نوجوان اذہان کی علمی تربیت ہوتی ہے، ان کی فکری پختگی نمو پاتی ہے، اور یوں جامعات کا ماحول بھی تخلیقی اور علمی سرگرمیوں سے مملو رہتا ہے۔ انھی علمی و ادبی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے جامعہ سندھ، جامشورو کے شعبہ اردو نے بھی اپنی ایک جداگانہ اور روشن پہچان قائم کی ہے۔ شعبہ اردو نے نہ صرف تدریسی میدان میں اعلیٰ معیار کو برقرار رکھا بلکہ تحقیقی میدان میں بھی قابلِ قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہاں کے اساتذہ نے طلبہ کی تحقیقی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ادبی و تنقیدی ذوق کو جلا بخشی، اور تحقیق کو صرف ایک نصابی سرگرمی کے بجائے ایک علمی مشن کے طور پر فروغ دیا۔

تحقیقی ماحول کی تشکیل اور اسے ادارہ جاتی سطح پر منظم کرنے کی خواہش جب شیخ الجامعہ، مظہر الحق صدیقی صاحب (ستارۂ امتیاز) کے دل میں جاگی تو یہ محض ایک خواب نہیں رہا بلکہ جلد ہی ایک علمی تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ پروفیسر صاحب کی اس بصیرت افروز خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں اُس وقت شعبہ اردو سے وابستہ ممتاز محقق، ڈاکٹر نجم السلام نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اُنھوں نے نہ صرف اس خیال کی تائید کی بلکہ اسے مؤثر طریقے سے عملی شکل بھی دی۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ:

> تحقیق کا اجرا محترم وائس چانسلر پروفیسر مظہر الحق صدیقی (ستارۂ امتیاز) کی خواہش پر ہوا تھا۔(۸)

اسی جذبے اور ادارہ جاتی عزم کا مظہر رسالہ تحقیق ہے، جس کا اجرا سال ۱۹۸۷ء میں عمل میں آیا۔ یہ رسالہ محض ایک اشاعتی سلسلہ نہیں بلکہ ایک فکری تحریک کا آغاز تھا، جس کا مقصد نوجوان محققین کو تحقیقی میدان میں رہنمائی فراہم کرنا، انھیں تحقیق کے اصولوں سے روشناس کرانا، اور اردو زبان و ادب کے مختلف گوشوں پر تحقیقی مکالمے کو فروغ دینا تھا۔ تحقیق اپنے آغاز سے لے کر آج تک اردو تحقیق میں نہایت معتبر مقام حاصل کر چکا ہے۔

اردو ادب کی دنیا میں جب تحقیقی رسائل کا ذکر آتا ہے تو جامعہ سندھ، جامشورو سے شائع ہونے والا تحقیقی جریدہ تحقیق ایک معتبر، مؤقر اور باوقار نام کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ رسالہ نہ صرف اساتذہ، محققین اور طلبہ کے لیے ایک علمی رہنما تھا بلکہ اردو زبان و ادب کی فکری اور تحقیقی سمت متعین کرنے میں اس نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اپنی اشاعت کے ابتدائی دنوں سے ہی یہ رسالہ تحقیق، تنقید، تاریخ، ادبیات اور مخطوطات جیسے موضوعات پر علمی معیار کا ضامن رہا۔ اس علمی رسالے کی بنیاد جن دستِ ہنر شناس نے رکھی، وہ تھے ڈاکٹر نجم السلام۔ وہ محض مدیر نہ تھے بلکہ تحقیق کے ایک ایسے معمار تھے جنھوں نے رسالہ تحقیق کو جامعہ سندھ کی پہچان، اور اردو دنیا میں ایک معیار کا

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

استعارہ بنا دیا۔ ان کی ادارت میں تحقیق کے تیرہ شمارے شائع ہوئے، ہر شمارہ اپنی انفرادیت، مواد کی گہرائی اور علمی اعتبار سے نمایاں رہا۔ اس حوالے سے اس وقت کے شیخ الجامعہ، مظہر الحق صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> مجھے بے حد مسرت ہے کہ ہماری یونیوسٹی کے شعبۂ اردو کے ریسرچ جرنل تحقیق نے ادبی دنیا اور مجلّات پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ یہ کریڈٹ بلاشبہ تحقیق کے بے مثال مدیر، باکمال محقق اور نہایت نفیس و شفیق پروفیسر ڈاکٹر نجم الاسلام کو جاتا ہے۔ جنھوں نے اپنی اعلیٰ ترین علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔[۹]

ڈاکٹر نجم الاسلام کی تحریروں، انتخاب اور تدوین میں وہ وقار نظر آتا تھا جو فقط تجربے، خلوص اور علمی دیانت سے حاصل ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ۱۳/فروری ۱۹۹۹ء اردو ادب کا یہ روشن چراغ ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔ ان کی ناگہانی وفات کے ساتھ ہی رسالہ تحقیق کی اشاعت کا عمل بھی رک گیا۔ ایک علمی روایت جیسے بے جان سی ہوگئی، اور اردو تحقیق کا منظر نامہ ایک خلا کا شکار ہوگیا۔ اس بارے میں پروفیسر جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ:

> تحقیق کا پہلا شمارہ ۱۹۸۷ میں شائع ہوا جب کہ آخری شمارہ ۱۹۹۹ میں منظرِ عام پر آیا۔ درمیانی عرصے میں گیارہ مزید شمارے شائع ہوئے جن کی اعلیٰ علمی و ادبی حلقوں میں بے حد پذیرائی ہوئی۔ چودھویں شمارے پر کام جاری تھا کہ مدیرِ فاضل ڈاکٹر نجم السلام ۱۳/فروری ۲۰۰۱ کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے۔ اس کے بعد رسالہ تحقیق کی اشاعت معطل ہوگئی۔[۱۰]

ڈاکٹر نجم الاسلام کی وفات کے بعد رسالہ تحقیق کی بندش ادبی و علمی حلقوں میں شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ یہ محسوس کیا جانے لگا کہ یہ محض ایک رسالہ نہیں، بلکہ ایک فکری ادارہ ہے جس کی بحالی از حد ضروری ہے۔ چناں چہ اس علمی خلا کو پُر کرنے اور اس روایت کو ازسرِ نو زندہ کرنے کی سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب جامعہ سندھ کے شیخ الجامعہ، پروفیسر ڈاکٹر مظہر الحق صدیقی (ستارۂ امتیاز) نے رسالہ تحقیق کی دوبارہ اشاعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان کی رہنمائی میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں رسالے کی بحالی کے لیے اقدامات پر غور کیا گیا۔ بالآخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس عظیم تحقیقی جریدے کی ادارت پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کے سپرد کی جائے۔ اس حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید لکھتے ہیں کہ؛

> تحقیق کا اجرا محترم وائس چانسلر پروفیسر مظہر الحق صدیقی (ستارۂ امتیاز) کی خواہش

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

پر ہوا تھا۔ تعطل کے بعد تحقیق کا اجراے ثانی بھی آپ کی ایما پر ہو رہا ہے۔[۱۱]

۳/ اگست ۲۰۰۵ میں جب ڈاکٹر سید جاوید اقبال نے رسالہ تحقیق کی ادارت سنبھالی، تو یہ محض ایک رسمی تقرری نہ تھی، بلکہ یہ ایک عظیم ذمے داری تھی۔ ایک ایسی روایت کو دوبارہ زندہ کرنا جسے وقت اور حادثے نے ماند کر دیا تھا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس ذمے داری کو دل و جان سے نبھایا، اور رسالے کو نہ صرف بحال کیا بلکہ اسے نئی بلندیوں تک پہنچایا۔ ڈاکٹر نجم السلام کی رحلت کے بعد شمارہ چودہ کا پیش گفتار میں شیخ الجامعہ مظہر الحق صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ایک طویل عرصے کے بعد رسالہ تحقیق کا دوبارہ اجرا ہو رہا ہے۔ یہ خوش آیند بات ہے۔ میں نئے مدیر کو تحقیق کے لیے دعا گو ہوں۔[۱۲]

ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی ادارت میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ڈاکٹر نجم السلام کے ادھورے منصوبے، یعنی تحقیق کا چودھواں شمارہ، مکمل کر کے شائع کیا۔ یہ شمارہ محض ایک عدد نہ تھا، بلکہ یہ اس عزم کا اعلان تھا کہ روایتیں مرتی نہیں، اگر ان کے وارث اخلاص اور بصیرت سے بھرپور ہوں۔

ان کی ادارت میں ہر شمارے کو علمی معیار، تحقیقی دیانت، حوالہ جاتی مستندگی اور موضوعاتی تنوع کا گہرا لحاظ رکھا گیا۔ ہر مقالے، مضمون اور تحریر پر بذاتِ خود نظرِ ثانی کرنا ان کا معمول تھا۔ وہ صرف ادارتی ذمے داری نہیں نبھاتے تھے، بلکہ تحقیق کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھتے، سوال اٹھاتے، تجاویز دیتے اور مصنّفین سے تخلیقی مکالمہ کرتے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے طرزِ ادارت کی ایک نمایاں خوبی ان کی غیر جانبداری، فکری وسعت اور علمی سچائی تھی۔ وہ نہ تو رائج ادبی گروہ بندیوں کا حصہ بنے، نہ ہی کسی مخصوص رجحان کے اسیر ہوئے۔ ان کے نزدیک تحقیق کا اصل مقصد سچائی کی تلاش، اور ادب کا اصل وظیفہ انسانی شعور کو بیدار کرنا تھا۔

یہی وہ علمی وابستگی، تحقیقی لگن، اور فکری استقامت تھی جس کی بدولت پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کی زیرِ نگرانی رسالہ تحقیق نہ صرف بحال ہوا بلکہ مستقل مزاجی سے شائع ہوتا رہا۔ ان کی انتھک محنت اور تحقیقی شعور کے باعث یہ مجلہ اردو ادب کی علمی فضا میں ایک مستند حوالہ بن کر ابھرا۔ ڈاکٹر صاحب کی ادارت میں رسالہ تحقیق کے چالیس معیاری شمارے شائع ہوئے، جن میں اردو زبان و ادب سے متعلق مختلف موضوعات پر گراں قدر مضامین شامل تھے۔ ان شماروں نے جہاں کلاسیکی ادب کی ازسرِ نو تشریح میں معاونت کی، وہیں جدید ادبی و تنقیدی رجحانات کو بھی متوازن انداز میں پیش کیا۔

ان علمی کاوشوں نے نہ صرف شعبۂ اردو، جامعہ سندھ، بلکہ ملکی و بین الاقوامی سطح پر اردو تحقیق کی دنیا پر

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہ سب کچھ ڈاکٹر سید جاوید اقبال کی تحقیق سے غیر متزلزل وابستگی، ادبی ذوق، اور مسلسل فکری ریاضت کا نتیجہ تھا، جس نے انھیں اردو تحقیق کے معتبر ترین مدیران کی صف میں لا کھڑا کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال اردو ادب کے ایک ایسے فکری، تدریسی اور تحقیقی ستون کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی خدمات نصف صدی پر محیط علمی روایت کی نمائندہ ہیں۔ ان کی زیرِ نگرانی نہ صرف ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے درجنوں مقالات اور تھیسس مکمل ہوئے، بلکہ اردو تحقیق کا نمائندہ رسالہ تحقیق بھی ان کی ادارت میں علمی دنیا میں ایک بلند معیار کی پہچان بن گیا۔

تدریسی و تحقیقی خدمات

ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی زندگی اردو زبان و ادب کی تدریس، تحقیق اور ترویج کے لیے وقف کر دی۔ ان کے زیرِ نگرانی درجنوں تحقیقی مقالات، ایم فل اور پی ایچ ڈی تھیسس مکمل ہوئے جو بعد ازاں علمی رسائل میں شائع بھی ہوئے اور کئی قومی و بین الاقوامی سیمینارز میں پڑھے گئے۔ ان کے شاگردوں نے نہ صرف جامعات میں تدریسی خدمات انجام دیں بلکہ اردو تحقیق میں بھی اپنا مقام بنایا۔ یہ ایک استاد کے علمی قد کا عملی مظہر ہے۔

مجلّہ تحقیق کی ادارت: ایک درخشاں باب

ڈاکٹر جاوید اقبال کی سب سے منفرد اور مستقل پہچان ان کی مجلہ تحقیق کے ساتھ گہری وابستگی ہے۔ ان کی ادارت میں اس رسالے کے چالیس (۴۰) شمارے شائع ہوئے جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ ان شماروں میں صرف روایت کی پاسداری ہی نہیں بلکہ جدید تنقیدی رویوں، فکری مباحث، اور نئے رجحانات کو بھی جگہ دی گئی۔ یہ رسالہ ان کی ادبی ذوق، تحقیقی بصیرت اور انتخابی مہارت کا آئینہ دار ہے۔ خاص طور پر ''مکتوب نمبرات'' اور ''تحقیقی مباحث'' پر مبنی خاص شمارے اردو تحقیق کے میدان میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تصنیفی خدمات

ڈاکٹر صاحب کی علمی بصیرت کا مظہر ان کی شائع شدہ چار اہم کتب ہیں، جو مختلف ادوار میں منظرِ عام پر آئیں اور اردو ادب کے مختلف گوشوں پر گراں قدر اضافہ ثابت ہوئیں:

۱۔ فضل احمد کریم فضلی شخصیت و فن (۱۹۸۷ء)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ باباے اردو کے غیر مدوّن تبصرے (۱۹۹۵ء)

۳۔ تحقیق: فکری و فنی مباحث، مسائل و امکانجت (۲۰۱۴ء)

۴۔ خطوط نگاری: مباحث روایت اور اہمیت (۲۰۱۵ء)

امیر مینائی پر تحقیقی خدمات

ڈاکٹر جاوید اقبال کا امیر مینائی سے فکری اور تحقیقی تعلق گہرا اور دیرینہ رہا۔ ان پر نہ صرف پی ایچ ڈی کا بہ عنوان مکتوباتِ امیر مینائی کا تحقیقی مطالعہ مقالہ تحریر کیا بلکہ اس موضوع پر خصوصی طور پر دس تحقیقی مقالات بھی شائع کیے۔ ان تحریروں میں امیر مینائی کے خطوط، ان کی فکری ساخت، نثر کا اسلوب، اور اردو تہذیب کے مختلف پہلوؤں زیرِ بحث آئے۔ یوں وہ امیر مینائی پر کام کرنے والے چند نمایاں محققین میں شامل ہو گئے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر گیان چند جین، تحقیق کا فن، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۸ء)، ص۱۹۔۲۰

۲۔ ایضاً، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء)، ص۱۱۔۱۰

۳۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، ادبی تحقیق، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۶ء) ص ۱۲۔۱۱

۴۔ محمد علی شاہین، حیدر آباد کے ادیب، محقق اور لیکچرر سید جاوید اقبال (گوشۂ طلبا)، مشمولہ ہفت روزہ اخبارِ خواتین، کراچی، جلد ۳۷، شمارہ ۵۰، ۱۹/جنوری تا ۲۵/جنوری ۱۹۹۳ء، ص ۳۵

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال، اداریہ مشمولہ مجلّہ تحقیق، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی جام شورو، شمارہ ۱۴، ۲۰۰۶ء، ص۹

۹۔ مظہر الحق صدیقی، پیش گفتار، ایضاً، ص۸

۱۰۔ ایضاً، ص۹

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً، ص۸

مآخذ

۱۔ جین، گیان چند جین، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۸ء

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ ____،____، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء

۳۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۶ء

رسائل و جرائد

۱۔ ہفت روزہ اخبارِ خواتین، کراچی، جلد ۳۷، شمارہ ۵۰، ۱۹/جنوری تا ۲۵/جنوری ۱۹۹۳ء

۲۔ مجلّہ تحقیق، شمارہ ۱۴، ۲۰۰۶ء، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی جام شورو

Bibliography

1. Jain, Gyan Chand, Dr, *Tahqeeq ka Fan*, New Delhi: National Council for Promotion of Urdu Language, 2008
2. _____,_____, Islamabad: National Language Authority, 2012
3. Jalibi, Jameel, Dr., *Adabi Tahqeeq*, Delhi: Educational Publishing House, 1996

Magazine

1. Weekly *Akhbar-e-Khawateen*, Karachi, Vol: 37, No. 50, 19th Jan-25th Jan, 1993
2. *Tahqeeq*, No. 14, 2006, Dept. of Urdu, University of Sindh, Jamshoro